6

کامل ایمان کس طرح حاصل ہوتا ہے؟

(فرمودہ ۸ ؍فروری ۱۹۱۸ء)

حضور نے تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت فرمائی:۔

وَلَا يَأْتَلِ أُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ أَنْ يُؤْتُوا أُولِي الْقُرْبَىٰ وَالْمَسَاكِينَ وَالْمُهَاجِرِينَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلْيَعْفُوا وَلْيَصْفَحُوا أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿النور: ۲۳﴾

اور فرمایا:۔

مَیں نے پچھلے جمعہ اس امر کے متعلق بیان کیا تھا کہ جب تک کسی کام کے لیے صحیح ذرائع کو استعمال نہ کیا جاتے اور ان سامانوں سے کام نہ لیا جاتے جو خدا تعالیٰ نے اس کام کے لیے مہیا فرماتے ہوں۔ اُس وقت تک کوئی شخص اس کام میں کامیاب نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ کسی کا محض کوشش کرنا اور شوق رکھنا دلیل نہیں ہے کہ جس مقصد کے لیے وہ ایسا کرتا ہے۔ اس میں کامیاب بھی ہو جاتے گا۔ کیونکہ اگر طریق عمل صحیح نہیں تو پھر کامیابی بھی نہیں جیسی طرح ایک لکڑی کاٹنے والا اور لوہار باوجود ایک طالبعلم سے زیادہ محنت کرنے کے علم حاصل نہیں کرسکتا۔ اگرچہ تکلیف زیادہ اُٹھاتا ہے۔ کیونکہ یہ طریق علم حاصل کرنے کا نہیں۔ اسی طرح کوئی شخص ایک ایسا طریق اختیار کرے جس میں گو محنت اور مشقت زیادہ برداشت کرنی پڑے، لیکن وہ اس کام کے لیے مقرر نہ ہو کسی کام میں بھی کامیاب نہیں ہوسکتا۔ دیکھو لکڑہارے اور طالبعلم میں سے کہ ایک باوجود زیادہ کوشش اور محنت کرنے کے علم حاصل کرنے میں ناکام رہتا ہے اور دوسرا کم محنت کے ساتھ کامیاب ہوجاتا ہے یا مثلاً اگر کوئی کروڑپتی اپنی ساری دولت لوگوں کو لٹا دے کہ اسے علم سائنس آجاتے۔ تو نہیں آئیگا، مگر ایک دوسرا شخص جو سکول کی بہت تھوڑی فیس دے اور باقاعدہ سائنس کی تعلیم حاصل کرے۔ وہ سائنسدان ہوجاتے گا۔ کیونکہ یہ ان ذرائع سے کام لے گا۔ جو خُدا نے سائنس کے حصول کے لیے بناتے ہیں۔ پس اسی طرح تقوٰے اور عرفان کے حصول کے جو ذرائع ہیں۔ جب تک ان سے کام نہ لیا جاتے اور تفصیلی طور پر ان

طریقوں پر نظر نہ کی جائے۔ جو خدا یا اس کے رسول نے بتائے ہیں۔ تو کوئی کامیاب نہیں ہو سکتا۔
اگر کوئی شخص ایمان کے بعض حصوں کو مکمل نہیں کرتا۔ تو وہ محفوظ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً کوئی شخص مکان تعمیر کرے اور صرف دو دیواریں اونچی کھڑی کر دے اور کہے کہ میرا مکان مکمل ہو گیا۔ تو اسکا دعویٰ غلط ہو گا۔ کیونکہ جب تک چار دیواریں نہ ہوں اور ان پر چھت نہ ہو مکان نہیں کہلا سکتا۔ اسی طرح جب تک ایمان کے تفصیلی اجزاء کو نہ معلوم کیا جائے اور ان پر عمل نہ ہو۔ ایمان کو مکمل اور کامل نہیں کہا جا سکتا۔

پس ضرورت ہے کہ ہر ایک شخص اجزاء ایمان پر نظر رکھے۔ ایک شخص سارا دن نماز پڑھے مگر باوجود صاحب نصاب ہونے کے زکوٰۃ نہ دے۔ یا زکوٰۃ دے مگر صحت اور راستہ کے پُرامن ہونے کے باوجود حج نہ کرے اس کو کامل ایمان نہیں نصیب ہو گا۔ بعض لوگ صرف خُدا سے محبت رکھتے ہیں اور بعض کسی خاص جزو کے متعلق اپنے اندر غلو بھی پاتے ہیں۔ مثلاً صدقہ میں ہی اس قدر بڑھتے ہیں کہ ان کی داد و ستد کی کوئی انتہا نہیں رہتی۔ وہ خیال کرتے ہیں کہ انکا سینہ خُدا کی محبت کے جوش سے پُر ہے۔ مگر حقیقتِ حال یہ ہے کہ وہ ایمان کے ثمرات سے بے نصیب ہوتے ہیں اور عرفانِ الٰہی سے نامراد۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ ایک ہی حصہ پر انکا سارا زور ہوتا ہے اور باقی حصوں سے بے تعلق ہوتے ہیں اور تفصیلی حصوں پر نظر نہیں کرتے۔ اس سے یہ ہوتا ہے کہ وہ ابتلاء میں پڑ جاتے ہیں۔ حالانکہ یہ ان کی اپنی غلطی ہوتی ہے۔ پس ہر ایک شخص کو چاہیئے کہ وہ ایمان کی تفصیل پر نظر ڈالے۔ جب تک تفاصیل پر نظر نہ ہو کامیابی نہیں ہو سکتی۔ صحیح ذرائع پر عمل نہ کرنے کی وجہ سے لوگ کسی بات پر توجہ نہیں کر سکتے۔

بعض لوگوں کے دلوں میں عشقِ الٰہی کی ایک آگ سی لگی ہوتی ہے لیکن دیکھنے والا دیکھتا ہے کہ یہ شخص ابھی عرفانی مقام سے بہت پیچھے ہے۔ اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ وہ صحیح ذرائع کو استعمال نہیں کرتے۔ یا بعض صحیح ذرائع کو استعمال کرتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ کیونکہ بعض کے متعلق خیال کر لیا جاتا ہے کہ معمولی ہیں۔ اور جب ایک ذریعہ کو معمولی خیال کر لیا گیا۔ تو پھر اس پر سے توجہ اُٹھ جاتی ہے اور اس پر عمل نہیں رہتا۔ لیکن اس کے چھوڑنے کی وجہ سے اسی قدر ایمان کم ہو جاتا ہے جتنا اس کے ذریعہ حاصل ہو سکتا ہے اور اسی طرح جتنے ذرائع کو چھوڑا جاتے اتنا ہی زیادہ ایمان میں نقص اور کمی پیدا ہوتی جاتی ہے اور بالآخر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔ ایک مثال مشہور ہے کہتے ہیں ایک شخص کو

خیال تھا کہ مَیں بڑا بہادر ہوں۔ اس نے سوچا کہ بہادری کی کوئی علامت بھی تو ہونی چاہیئے۔ اس کے لیے اس نے شیر کی تصویر بازو پر گدوانی چاہی۔ پچھلے زمانہ میں گدوانے کا بہت رواج تھا۔ وہ گودنے والے کے پاس گیا۔ اور جاکر کہا کہ میرے بازو پر شیر کی تصویر بنا دے۔ جب وہ بنانے لگا اور سوئی سے بازو پر ایک دو چُبھوکے دیئے۔ تو پوچھنے لگا کیا بناتے ہو۔ اُس نے کہا شیر کی دُم بناتا ہوں۔ اس نے کہا اگر شیر کی دُم نہ ہو تو شیر رہتا ہے یا نہیں۔ جواب ملا کیوں نہیں۔ کہنے لگا پھر چھوڑ دُم کو کچھ اور بنا۔ اس نے جو سوئی چبھوئی اور اسے تکلیف ہوئی تو پوچھا کیا بناتے ہو۔ تو جواب ملا شیر کا بایاں کان بناتا ہوں۔ کہنے لگا اگر بایاں کان نہ ہو تو شیر نہیں ہوسکتا۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ کہنے لگا اس کو بھی چھوڑ اور آگے بنا۔ غرض جب وہ سوئی لگائے اور تکلیف ہو تو پوچھے۔ کیا بنانے لگے ہو۔ وہ کسی عضو کا نام لے دے اور وہ کہہ دے کہ اس کے بغیر بھی شیر رہ سکتا ہے یا نہیں۔ جواب ملے کہ ہاں۔ وہ کہے اس کو چھوڑ دے اور دوسرا عضو بنا۔ اسی طرح جب سارے اعضاء کے متعلق ہوچکا تو گودنے والے نے کہا جائیے اپنے گھر کی راہ لیجئے۔ کیونکہ ایک ایک کرکے سارے اعضاء جاتے رہے تو پھر شیر کیا رہا۔ وہ شخص گودنے والے سے یہ نہیں پوچھتا تھا کہ اگر کوئی بھی عضو نہ رہے۔ تو کیا شیر رہ سکتا ہے۔ بلکہ وہ پوچھتا تھا کہ فلاں عضو نہ رہے تو شیر رہتا ہے یا نہیں۔ اس کا جواب تو یہی تھا۔ کہ ہاں اگر یہ نہ ہو تو شیر رہ جاتا ہے۔ لیکن شیر نام تمام اعضاء کے مجموعہ کا ہے۔ جب وہ نہیں تو شیر نہیں۔ اور جب یہ کہا جائے کہ فلاں عضو بھی نہ سہی فلاں بھی نہ سہی۔ تو یہی کیوں نہ کہا جائے کہ کچھ بھی نہ سہی۔ اور اس طرح شیر تو کیا جو ہیا بھی نہیں رہتی نتیجہ کیا ہوا۔ یہی کہ کچھ بھی نہیں۔ ایسے ہی کئی انسان ہوتے ہیں۔ وہ تفصیل میں رہ جاتے ہیں جب وہ ایک ایک جزو کا انکار کرتے چلے جاتے ہیں۔ تو باقی کچھ بھی نہیں رہتا کیونکہ ایمان تو ان کے مجموعہ کا نام ہے۔

بعض لوگ ڈاڑھی نہیں رکھتے۔ اگر ان کو کہا جائے کہ کیوں منڈاتے ہو تو کہیں گے کیا ایمان ڈاڑھی رکھنے میں آگیا۔ ڈاڑھی رکھی تو کیا نہ رکھی تو کیا۔ پھر آگے قدم اُٹھتا ہے بعض کہہ دیتے ہیں سنتیں کیا ضروری ہیں۔ فرائض ہی اصل ہیں سنتیں نہ پڑھیں تو نہ سہی۔ پھر بعض آگے فرائض کا بھی صفایا کرتے ہیں۔ کہ یہ کیا چیز ہیں۔ دل کی یاد ہی کافی ہے۔ بعض اس سے بھی آگے قدم بڑھاتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جھوٹ نہ بولو۔ بس انسان کو چاہیئے کہ جھوٹ نہ بولے۔ روزہ کی کیا ضرورت ہے، بھوکے مرنے کی کچھ حاجت نہیں۔ پھر کہتا ہے کہ تقویٰ اللہ اصل میں ایک الگ چیز ہے۔ اس کے لیے صدقہ و زکوٰۃ کی کیا ضرورت ہے۔ غرباء کی پرورش صدقہ و زکوٰۃ پر تھوڑا ہی منحصر ہے۔ رزق تو سب کو خدا نے پہنچانا ہے۔ وہی ان کو پہنچائے گا۔

غرض اسی طرح وہ ہر ایک چیز کا انکار کر دیتے ہیں۔ اور خالی رہ جاتے ہیں۔ پھر ایمان بھی ندارد ہو جاتا ہے۔ کیونکہ ایمان تو ان سب اجزاء کے مجموعہ کا نام ہے اور ہر ایک چیز کی یہی حالت ہے کہ اس کے تمام اجزاء کا مجموعہ وہ چیز ہو گا۔ نہ اس کا کوئی جزو۔ نادانی ہے کہ کوئی کہہ دے کہ کیا عرب میں حج کے لیے جانے کا نام ایمان ہے یا زکوٰۃ کے چند روپے دینے کا نام ایمان ہے۔ کیونکہ اس طرح اس کا سارا ایمان ایک جزو کے ترک کرنے سے بہہ جاتا ہے۔

مثلاً کوئی شخص آدمی کے متعلق تحقیقات کرے کہ اس میں مٹی ہے۔ لوہا ہے وغیرہ وغیرہ اور کہے کہ لوجی آدمی۔ آدمی کہتے تھے۔ کیا مٹی آدمی ہے؟ کیا لوہا آدمی ہے؟ یہ تو سچ ہے کہ مٹی اور لوہا وغیرہ تو آدمی نہیں۔ مگر ان سب کے مجموعہ کا نام آدمی ہے۔

اجزاء ایمان جو ہیں وہ بطور غلاف کے ہیں۔ اگر اجزاء کو چھوڑ دیا جائے تو باقی کچھ بھی نہیں رہتا۔ ہر ایک انسان کو چاہیئے کہ تمام اجزاء کو دیکھے اور پھر اپنے نفس پر غور کرے۔ اگر تمام اجزاء اس میں موجود ہوں تو ایمان ہے۔ ورنہ نہیں۔ مثلاً کسی برتن میں چھید کر دیا جائے اور پھر پانی اس میں ڈالا جائے تو پانی اس میں نہیں رہے گا۔ اسی طرح ایمان کے اجزاء میں سے اگر کسی جزو کو چھوڑ دیا جائے تو اس کی کمی ہو جائے گی اور اس وجہ سے اس میں سے ایمان کا مغز بہہ جائے گا۔

پس نہایت ضروری ہے کہ کوئی جزوِ ایمان چھوٹ نہ جائے۔ اس وقت میں نے جو آیت پڑھی تھی وہ تو رہ ہی گئی۔ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اگلے جمعہ دیکھا جائے گا۔"

(الفضل ۱۹ر فروری ۱۹۱۸ء)

◉